سوال

(25) کیا مقتدیوں کے لیے آمین بالجہر بالفاظ صریح ثابت ہیں یا نہیں۔

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں، علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آمین بالجہر خاص مقتدیوں کے واسطے بالفاظ صریح غیر متحمل المعینین آیا، کسی حدیث صحیح مرفوع متصل الاسناد سے ثابت ہے یا نہیں اور امام پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اس لیے کہ امام بہت سی چیزوں کو بالجہر کہتا ہے، مثلاً تکبیر و قرأت و سلام وغیرہ آیا کسی حدیث یہ ثابت ہے یا نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کسی مقتدی نے آمین بالجہر کہی ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ہاں آمین بالجہر خاص مقتدیوں کے واسطے بالفاظ صریح غیر متحمل المعنیین ایسی حدیث صحیح، مرفوع متصل الاسناد سے ثابت ہے وہ حدیث یہ ہے: عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الامام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقولوا اٰمین فانہ من وافق قولہ قول الملائکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ اخرجہ البخاری ومسلم واللفظ للبخاری (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب امام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو، جس کا قول فرشتوں کے موافق ہو جائے گا، اس کے پچھلے گناہ بخشے جائینگے)
اس حدیث میں لفظ فقولوا کا مصدر قول ہے جو متضمن معنیین یا معانی چند کا ہرگز نہیں ہے اور جب مشترک نہیں ٹھہرا، تو متحمل معینیں کا نہیں ہو سکتا، غایت ما فی الباب لفظ قول چونکہ مطلق ہے اس وجہ سے اس کے افراد نکلیں گے اور کم از کم اس کے دو فرد نکلیں گے، قول بالجہر و قول بالسر، پس اس حدیث متفق علیہ سے جو مرفوع متصل الاسناد اور نہایت صحیح ہے آمین بالجہر مقتدیوں کے واسطے بالفاظ صریح غیر متحمل المعنیین ثابت ہوا، اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مقتدی آمین بالجہر کہتے تھے کیوں کہ لفظ قولوا کے اصل مخاطب صحابہ رضی اللہ عنھم ہیں جو آپ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اور آپ کے حکم کی تعمیل کے لیے جان سے حاضر رہتے تھے اگر تم یہ کہو، کہ جب قول مطلق ہے اور اس کے دو فرد ہیں، قول باجہر و قول بالسر، تو اس حدیث سے جیسے مقتدیوں کے لیے آمین بالجہر کہنا صراحتہً ثابت ہوتا ہے اسی طرح ان کے لیے آمین بالسر کہنا بھی صراحتہ ثابت ہوتا ہے۔ کیوں کہ اس حدیث میں لفظ قولوا مطلق واقع ہے۔ اور بالجہر بالسر کی قید نہیں ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ جب لفظ مطلق علی الاطلاق بلا کسی قید کے استعمال کیا جاتا ہے تو اس مطلق سے اس کا فرد کامل مراد ہوتا ہے۔ علامہ صدر الشریعت توضیح میں تحریر فرماتے ہیں لان المطلق لایتناول رقبۃ و ھو فایت جلس المنفعۃ و ھذا ما قال علماؤنا ان المطلق ینصرف الی الکامل انتھی اور علامہ محب اللہ البھاری مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں فانتقال الذھن من المطلق الی الکامل ظاھر انتھی اور ملا جیونؒ نور الانوار میں لکھتے ہیں۔ ولنا فی ھذا المقام ضابطتان احدھما ان المطلق یجری علی اطلاقہ و الثانیۃ ان المطلق ینصرف الی الفرد الکامل فالاول فی حق الاوصاف کالایمان و الکفر و الثانی فی حق الذات کالزمانۃ و العمی انتھی مختصرا۔ ان تمام عبارات سے صاف ظاہر ہوا کہ جب مطلق کا اسفتعمال بلا کسی قید کے ہوتا ہے تو اس کا صرف وہی فرد مراد ہوتا ہے جو کامل ہوتا ہے اور بالکل ظاہر ہے کہ مطلق قول کے دونوں فرد قول بالجہر و قول بالسر میں سے قول بالجہر ہی فرد کامل ہے اور مطلق قول سے اسی قول بالجہر ہی کی طرف ذہن منتقل ہوتا ہے، بناء علیہ حدیث مذکور میں لفظ فقولوا آمین سے آمین بالجہر کا

مراد ہونا متعین ہے، اور مطابق قاعدہ مذکورہ کے آمین بالسر مراد لینا جائز نہیں ہے۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ عند الحنفیہ یہ قاعدہ مسلم ہوچکا ہے کہ فعل صحابی مطلق یا عام کا مخصص ہوتا ہے، مسلم الثبوت میں ہے فعل الصحابی العادل العالمہ مخصص عند الحنفیۃ والحنابلۃ خلافا للشافعیۃ والمالکیۃ انتہی مختصرا۔

ترجمہ: عادل، عالم صحابی کا فعل حنفیوں اور حنبلیوں کے نزدیک حدیث مطلق کا مخصص ہے برخلاف شافعیہ اور مالکیہ کے ۱۲

اور اہل علم پر مخفی نہیں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہ کا فعل آمین بالجہر ہی تھا، امام کے پیچھے صحابہؓ آمین بالجہر ہی کہا کرتے تھے، صحیح بخاری میں ہے امن ابن الزبیر و من ورائۃ حتی ان للمجسد للجۃ وکان ابوھریرۃ ینادی الامام لا تفتنی بآمین

ترجمہ: ابن زبیر اور ان کے مقتدیوں نے آمین کہی تو مسجد گونج اٹھی، حضرت ابوہریرہ امام کو آواز دیا کرتے تھے کہ مجھے آمین کہہ لینے دینا ۱۲

فتح الباری میں ہے وصلہ عبد الرزاق عن ابن جریج عن عطاء قال قلت لہ کان ابن الزبیر یؤمن علی اثرام القراٰن قال نعم ویؤمن من ورائہ حتی ان للمسجد للجۃ ثم قال انما اٰمین دعاء قال و کان ابوھریرۃ یدخل المسجد وقد قام الامام فینادیہ فقول لا تسبقنی بآمین وروی البیہقی من وجہ اٰخر عن عطاء قال ادرکت مائتین من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذا المسجد اذا قال الامام ولا الضالین سمعت لھم رجۃ بآمین۔

ترجمہ: ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے سوال کیا، کیا عبد اللہ بن زبیرؓ آمین کہا کرتے تھے، کہا ہاں آپ کے مقتدی بھی آمین کہتے تھے تو مسجد گونج اٹھتی تھی پھر فرمایا کہ آمین دعا ہے اور فرمایا کہ ابوہریرہ مسجد میں آتے اور جماعت کھڑی ہوچکی ہوتی تو امام کو آواز دیتے میری آمین نہ ضائع کرنا۔ عطاء کہتے ہیں۔ کہ میں نے دو سو صحابہؓ کو اس مسجد میں اس حال میں دیکھا کہ جب امام ولا الضالین کہتا، تو ان کے آواز سے مسجد کانپ جاتی ۱۲

پس جب ثابت ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم امام کے پیچھے آمین بالجہر کہتے تھے تو صحابہ کا یہ فعل مطابق قاعدہ مذکورہ حنفیہ کے حدیث مذکور میں لفظ فقولوا اٰمین کا مخصص ہوگا، یعنی اس سے صرف آمین بالجہر مراد ہوگی۔ اور انہی آثار صحیحہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آمین بالجہر کہیں اور ابن زبیرؓ وغیرہ امام کے پیچھے آمین بالجہر کہیں اور وہاں واضح رہے کہ کسی صحابہ سے آمین بالسر کہنا بسند صحیح ثابت نہیں ہے اور بعض آثار جو آمین بالسر کے بارے میں منقول ہیں وہ ضعیف ہیں۔ واللہ اعلم۔

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 3 ص 141-143